اللہ پاک کی رِضا سب سے بڑی نعمت ہے

21-July-2022

ہفتہ وار سنتوں بھرے اجتماع میں ہونے والا

سنتوں بھرا بیان

(For Islamic Brothers)

21 جولائی، 2022ء کو پاکستان کے ہفتہ وار اجتماعات میں ہونے والا بیان

اللہ پاک کی رِضا سب سے بڑی نعمت ہے

اس بیان میں آپ جان سکیں گے...

- ✿...اللہ پاک سے راضِی ہو جانا کسے کہتے ہیں؟
- ✿...جنت میں لے جانے والے 3 اعمال
- ✿...اللہ پاک جس حال میں رکھے، وہی بہتر ہے
- ✿...اللہ پاک کو راضِی کرنے کا طریقہ
- ✿...ربّ کی رِضا میں راضِی رہنے کے لئے کیا کریں؟

پیشکش

اَلْمَدِيْنَۃُ الْعِلْمِيَۃ (اسلامِک ریسرچ سنٹر)

(شعبہ: بیاناتِ دعوتِ اسلامی)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ النَّبِیّٖن ط

اَمَّا بَعْدُ! فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَارَسُوْلَ اللّٰه وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَاحَبِیْبَ اللّٰه

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ یَانَبِیَّ اللّٰه وَعَلٰی اٰلِكَ وَاَصْحٰبِكَ یَانُوْرَ اللّٰه

نَوَیْتُ سُنَّتَ الْاِعْتِکَاف (ترجمہ: میں نے سُنَّت اعتکاف کی نِیَّت کی)

درودِ پاک کی فضیلت

فرمانِ آخری نبی، رسولِ ہاشمی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم: اپنی مجلسوں کو مجھ پر درودِ پاک پڑھ کر آراستہ کرو، تمہارا مجھ پر درود پڑھنا روزِ قیامت تمہارے لئے نور ہو گا۔[1]

تیری اِک اِک ادا پر اے پیارے سَو درودیں فدا، ہزار سلام
وہ سلامت رہا قیامت میں پڑھ لئے جس نے دِل سے چار سلام[2]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّد

بیان سننے کی نیتیں

حدیثِ پاک میں ہے: اَلنِّیَّةُ الْحَسَنَةُ تُدْخِلُ صَاحِبَهَا الْجَنَّةَ اچھی نیت بندے کو جنت میں داخل کروادیتی ہے۔[3]

اے عاشقانِ رسول! اچھی اچھی نیتوں سے عمل کا ثواب بڑھ جاتا ہے۔ آیئے! بیان سننے سے پہلے کچھ اچھی اچھی نیتیں کر لیتے ہیں، مثلاً نیت کیجئے! ۞ رضائے اِلٰہی کے لئے پورا

---

1 ...جامع صغیر، صفحہ:280، حدیث:4580۔
2 ...ذوقِ نعت، صفحہ:170-171۔
3 ...مسند فردوس، جلد:4، صفحہ:305، حدیث:6895۔

بیان سُنوں گا ✿ باادب بیٹھوں گا ✿ خوب توجُّہ سے بیان سُنوں گا ✿ جو سنوں گا، اسے یاد رکھنے، خُود عمل کرنے اور دوسروں تک پہنچانے کی کوشش کروں گا۔

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

اللہ پاک سے راضِی ہو جانا کسے کہتے ہیں؟

حضرت رابعہ بصریہ رَحمۃُ اللہِ عَلَیہا اللہ پاک کی ولیہ، بہت نیک اور عبادت گزار تھیں، ایک روز آپ تشریف فرما تھیں، آپ کے سامنے ایک شخص نے دُعا کی: یا اللہ پاک! مجھ سے راضی ہو جا۔

یہ دُعا مانگنا بالکل جائز ہے، عموماً یہ دُعا مانگی بھی جاتی ہے مگر اولیائے کاملین کے اپنے نِرالے انداز ہیں، چنانچہ حضرت رابعہ بصریہ رَحمۃُ اللہِ عَلَیہا نے جب اس شخص کی زبان سے یہ دُعا سُنی تو فرمایا: اے شخص! تجھے شرم نہیں آتی...؟ اللہ پاک سے اُس کی رضا مانگتے ہو جبکہ تم خود اس سے راضی نہیں ہو۔

قریب بیٹھے ہوئے ایک شخص نے عرض کیا: **بندہ اللہ پاک سے راضِی ہو جائے** اس کا کیا معنیٰ ہے؟ فرمایا: جب تمہیں مصیبت پر بھی یونہی خوشی ہو جیسی نعمت ملنے پر ہوتی ہے، تب کہا جائے گا کہ تم اللہ پاک سے راضی ہو۔[1]

تاج و تخت و حکومت مت دے	کثرتِ مال و دولت مت دے
اپنی رِضا کا دیدے مُژدہ	یا اللہ مِری جھولی بھر دے[2]

صَلُّوا عَلَی الْحَبِیب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

1 ...احیاء العلوم، جلد:5، صفحہ:166 بتغیر قلیل۔
2 ...وسائلِ بخشش، صفحہ:123۔

جنت میں لے جانے والے 3 اعمال

حضرت ابو سعید خُدری رَضِیَ اللہُ عنہ صحابیٔ رسول ہیں، آپ فرماتے ہیں: ایک دِن اللہ پاک کے آخری نبی، رسولِ ہاشمی، مکی مدنی، مُحَمَّدِ عربی صلی اللہُ علیہِ وآلہٖ وسلّم نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: یَا اَبَا سَعِیْدٍ ثَلَاثَۃٌ مَنْ قَالَھُنَّ دَخَلَ الْجَنَّۃَ یعنی اے ابو سعید! تین چیزوں کا جو اقرار کرے، وہ جنّت میں داخِل ہو گا۔ حضرت ابو سعید خدری رَضِیَ اللہُ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہُ علیہِ وآلہٖ وسلّم! وہ تین چیزیں کونسی ہیں؟ فرمایا: مَنْ رَضِیَ بِاللہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ رَسُوْلًا (1): یعنی جو اللہ پاک کے رَبّ ہونے (2): اسلام کے دین ہونے اور (3): مُحَمَّد (صلی اللہُ علیہِ وآلہٖ وسلّم) کے رسول ہونے پر راضی ہو جائے۔[1]

ایک روایت کے الفاظ یہ ہیں: وَجَبَتْ لَہُ الْجَنَّۃُ یعنی جو بندہ اللہ پاک کے رَبّ ہونے، اسلام کے دین ہونے اور مُحَمَّد (صلی اللہُ علیہِ وآلہٖ وسلّم) کے رسول ہونے پر راضی ہو جائے، اس کے لئے جنّت واجب ہو جاتی ہے۔[2]

تاج و تخت و حکومت مت دے | کثرتِ مال و دولت مت دے
اپنی رِضا کا دیدے مژدہ | یااللہ! مری جھولی بھر دے[3]

ایمان کی حلاوت نصیب ہو جاتی ہے

پیارے آقا، مکی مدنی مصطفےٰ صلی اللہُ علیہِ وآلہٖ وسلّم کے چچا جان، حضرت عبّاس بن عبد

1 ...مسند احمد، جلد:4، صفحہ:29، حدیث:11102۔
2 ...مسلم، باب بیان ما اعدہ اللہ، صفحہ:753، حدیث:1884۔
3 ...وسائلِ بخشش، صفحہ:123۔

المطلب رَضِیَ اللہُ عنہ فرماتے ہیں: رسولوں کے تاجدار، مکی مدنی سردار صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے فرمایا: ذَاقَ طَعْمَ الْاِیْمَانِ مَنْ رَضِیَ بِاللہِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِیًّا یعنی جو اللہ پاک کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور مُحَمَّد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے نبی ہونے پر راضی ہو گیا، اس نے ایمان کی حلاوت کو پالیا۔[1]

علمائے کرام فرماتے ہیں: جس طرح ہماری زبان میں چکھنے اور ذائقہ (**Taste**) محسوس کرنے کی صلاحیت (**Ability**) رکھی گئی ہے، اسی طرح ہمارے دِل میں بھی رُوحانیات (مثلاً عبادات وغیرہ) کا ذائقہ محسوس کرنے کی صلاحیت رکھی گئی ہے۔ ❁ ہم اپنی زبان پر کوئی چیز رکھیں تو ہمیں پتا چل جاتا ہے کہ یہ چیز میٹھی ہے یا کڑوی ہے، ٹھنڈی ہے یا گرم ہے۔ ❁ اسی طرح جب ہم نماز پڑھتے ہیں تو ہمارا دِل نماز کا لُطف محسوس کرتا ہے ❁ جب ہم روزہ رکھتے ہیں تو دِل روزے کا لُطف محسوس کرتا ہے ❁ ہم تلاوت کریں ❁ ذِکْر واَذْکار کریں ❁ نیکی کی دعوت دیں ❁ نعت شریف پڑھیں ❁ عِلْمِ دین سیکھیں، غرض کوئی بھی نیکی کریں، ہمارے دِل میں ان چیزوں کا لُطف محسوس کرنے کی صلاحیت رکھی گئی ہے مگر جس طرح بعض اوقات جب ہم بیمار ہو جائیں، بُخار آجائے تو ہمارے منہ کا ذائقہ بدل جاتا ہے، ہر چیز کڑوی کڑوی محسوس ہوتی ہے، اسی طرح جب دِل بیمار ہو، دِل پر غفلت کے پردے پڑے ہوں، دِل گُناہ کر کر کے سیاہ ہو جائے، تکبر، خود پسندی (**Selfishness**)، حُبِّ دُنیا، حُبِّ مال وغیرہ باطنی بیماریاں دِل میں ڈیرہ ڈال لیں تو ہمارا دِل بھی بیمار ہو جاتا ہے، پھر نہ نمازوں میں لُطف ملتا ہے، نہ روزے رکھنے کا سُرُور آتا ہے، نیکیوں میں دِل نہیں لگتا، یہاں تک کہ دِل سے اِیْمان کا نُور اور اس کا لُطف نکل جاتا ہے، جس کی ایسی حالت ہو،

---

1 ...ترمذی، کتاب الایمان، صفحہ:618، حدیث:2623۔

اس پر لازِم ہے کہ وہ اپنے دِل کا علاج کرے اور اس عِلاج کا طریقہ کیا ہے؟ ہمارے آقا و مولا، مکی مدنی مصطفےٰ صلی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے ایک طریقہ ہمیں یہ اِرشاد فرمایاہے کہ بندہ اللہ پاک کے رَبّ ہونے پر، اسلام کے دِین ہونے پر اور مُحَمَّد صلی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے نبی ہونے پر سچّے دِل سے راضی ہو جائے، اس کی برکت سے گُناہوں کی سیاہی دُور ہو گی، دِل صاف ہو جائے گا اور اسے ایمان کی نورانیت نصیب ہو گی۔[1]

شیخِ مُحقّق، شیخ عبد الحق محدِّث دہلوی رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو بندہ ان تین باتوں (یعنی اللہ پاک کے رَبّ ہونے، اسلام کے دِین ہونے اور مُحَمَّد صلی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کے نبی ہونے) پر تہِ دِل سے راضِی نہیں ہوتا، وہ ایمان کا ذائقہ نہیں چکھ پاتا، اس کے پاس بظاہِر ایمان تو ہے مگر اِیمان کی رُوح اسے حاصِل نہیں ہوتی۔[2]

ہر دم ابلیس پیچھے لگا ہے ۔۔۔ حفظِ ایمان کی التجا ہے
ہو کرم اَمنِ روزِ جزا کی ۔۔۔ میرے مولیٰ تو خیرات دیدے[3]

رِضا کے تین درجات کی وضاحت

اے عاشقانِ رسول! **اللہ پاک میرا رَبّ ہے** اس پر راضِی ہو جانے کا کیا معنیٰ ہے؟ اس تعلق سے عُلمائے کرام نے **رِضا** کے تین درجات (***Levels***) بیان فرمائے ہیں:

رِضا کا پہلا درجہ

عَلّامہ قُرطبی رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: **اللہ میرا رَبّ ہے** اس پر راضِی ہو جانے کا ایک

---

1 ...لمعات التنقیح فی شرح مشکاۃ المصابیح، کتاب الایمان، جلد:1، صفحہ:78-79، تحت الحدیث:9 خلاصۃً۔
2 ...لمعات التنقیح فی شرح مشکاۃ المصابیح، کتاب الایمان، جلد:1، صفحہ:78، تحت الحدیث:9۔
3 ...وسائلِ بخشش، صفحہ:124-125۔

معنٰی یہ ہے کہ بندہ اللہ پاک کے سوا کسی کو بھی اپنا رَبّ تسلیم نہ کرے، مثلاً پتھر، درخت، چاند، سورج، ستارے یا اس کے عِلاوہ تمام وہ چیزیں جنہیں مشرکین اپنا رَبّ مانتے ہیں، بندہ ان سب کا انکار کرکے سچّے دِل سے یہ اقرار کرلے کہ اللہ ایک ہے، اس کے سِوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہی میرا رَبّ ہے، وہی مجھے رِزْق دیتا ہے، وہی مجھے پالتا ہے، اسی نے مجھے سانسیں عطا کیں، وہی مجھے زِندگی بخشنے والا ہے، اس کے سِوا نہ کوئی رَبّ تھا، نہ ہے، نہ کوئی ہوگا۔ (1)

رِضا کا یہ درجہ ہمارے اِیْمان کی بنیاد ہے، اس کے بغیر کوئی شخص مسلمان ہو ہی نہیں سکتا۔

اللہ واحد و یکتا ہے | ایک خدا بس تنہا ہے
کوئی نہ اس کا ہمتا ہے | ایک ہی سب کی سنتا ہے (2)

رِضا کا دوسرا درجہ

اللہ پاک میرا رَبّ ہے اس پر راضی ہو جانے کا ایک دوسرا درجہ ہے، وہ کیا ہے؟ حُضُور داتا گنج بخش علی ہجویری رَحمۃُ اللہِ عَلَیۡہ فرماتے ہیں: رِضا یہ ہے کہ منع وعطا دونوں حالتوں میں دِل کی کیفیت یکساں رہے۔ (3)

یعنی اللہ پاک نعمت عطا فرمائے، تب بھی دِل مطمئن (**Satisfy**) ہو اور اللہ پاک کی طرف سے آزمائش آئے تو اس پر بھی دِل مطمئن ہی رہے۔ مثال کے طور پر ہمیں کوئی آکر کہے: تمہاری ایک کروڑ روپے کی لاٹری (**Lottery**) نکلی ہے تو ہمارے دِل کی حالت کیا

1 …المفهم لما اشکل من تلخیص مسلم، جلد:1، صفحہ:210 ماخوذاً۔
2 …سامانِ بخشش، صفحہ:33۔
3 …کشف المحجوب، صفحہ:255۔

ہو گی؟ ہم خوشی سے جھوم اُٹھیں گے، دِل مچل جائے گا، چہرہ جگمگا اُٹھے گا، شاید ایسا لگے کہ جیسے مَیں کوئی خواب دیکھ رہا ہوں۔ اس کے برخلاف اگر کوئی آکر کہے: تمہاری دُکان میں آگ لگ گئی اور سارا سامان جل گیا ہے، اب ہمارے دِل کی حالت کیا ہو گی؟ دِل غَم میں ڈُوب جائے گا، چہرے پر پریشانی کے آثار ہوں گے، ہو سکتا ہے **ہائے مَیں لُٹ گیا، برباد ہو گیا** کہہ کر ہنگامہ بھی مچا دیں۔

یُوں دِل کی حالت بدلتی ہے، نعمت ملنے پر کیفیت اَور ہوتی ہے، نعمت چھن جانے یا کوئی مصیبت آنے پر کیفیت کچھ اور ہوتی ہے، حُضُور داتا گنج بخش علی ہجویری رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ کے فرمان کا مطلب یہ ہے کہ بندے کی کیفیت ہر حال میں ایک ہی رہے، نعمت ملنے پر جیسے خوشی ہوتی ہے، ایسے ہی نعمت نہ ملنے پر بھی بندہ اللہ پاک سے راضِی اور مطمئن ہی رہے، اسے کہتے ہیں: اللہ پاک کے رَبّ ہونے پر راضِی ہو جانا۔

اچھی، بُری تقدیر اللہ پاک کی طرف سے ہے

پیارے اسلامی بھائیو! یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے، ہم بچپن سے پڑھتے، سُنتے آرہے ہیں: وَالْقَدْرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ مِنَ اللہِ تَعَالٰی ہر اچھی، بُری تقدیر اللہ پاک کی طرف سے ہے، ہمیں نعمت ملے ❁ یہ بھی اللہ پاک کی طرف سے ہے ❁ کوئی آزمائش آئے، یہ بھی اللہ پاک کی طرف سے ہے ❁ مال ملا، یہ بھی اللہ پاک کی طرف سے ہے ❁ غُربت آئی، یہ بھی اللہ پاک کی طرف سے ہے ❁ صِحّت اللہ پاک کی طرف سے ہے ❁ بیماری بھی اللہ پاک ہی کی طرف سے ہے، غرض ہر اچھی اور بُری تقدیر اللہ پاک ہی کی طرف سے ہے، لِہٰذا جب بندہ یہ اقرار کر چُکا کہ میں اللہ پاک کے رَبّ ہونے پر راضی ہوں تو اُسے چاہئے کہ اللہ پاک کے

ہر فیصلے پر راضی ہی رہے، اگر نعمت ملنے پر خوش ہوتا ہے تو چاہئے کہ آزمائش آنے پر بھی خُوشی ہی ہو، اللہ پاک کے کسی فیصلے پر بھی دِل میلا نہ کرے، نہ زبان پر شکوہ لائے۔

ہاں! اللہ پاک سے دُنیا اور آخرت میں خیر وعافیت کی دُعا کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں! اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ (اے اللہ! میں تجھ سے دنیا و آخرت میں معافی اور ہر بُرائی سے عافیت کا سوال کرتا ہوں)۔

بیٹے کی وَفات پر مسکرا دیئے...!

حضرت فُضَیل بن عیاض رَحمۃُ اللہِ عَلَیہ بہت بڑے ولیٔ کامِل ہیں، لوگوں نے آپ کو کبھی مسکراتے نہیں دیکھا تھا، خوفِ خُدا، قبر و آخرت، حساب کتاب، پُل صراط اور جہنّم کے عذابات وغیرہ میں غور و فِکر کرتے رہتے تھے۔

حضرت فُضَیل بن عیاض رَحمۃُ اللہِ عَلَیہ کے ایک بیٹے ہیں: حضرت علی بن فُضَیل رَحمۃُ اللہِ عَلَیہ۔ یہ بھی بہت نیک، متقی، پرہیزگار، خوفِ خُدا والے اور والدَین کے بہت فرمانبردار تھے، حضرت علی بن فُضَیل رَحمۃُ اللہِ عَلَیہ کے متعلق منقول ہے آپ سورۂ زِلْزَال مکمل نہیں پڑھ پاتے تھے، سورۂ زِلْزَال میں قیامت کی ہولناکیوں کا بیان ہے، اس لئے جب بھی آپ سورۂ زِلْزَال پڑھتے یا سُنتے تو خوفِ خُدا کے سبب غَش کھا کر گِر جاتے تھے۔ ایسے خوفِ خُدا والے تھے۔

حضرت علی بن فُضَیل رَحمۃُ اللہِ عَلَیہ ابھی نوجوان ہی تھے کہ آپ کا انتقال ہو گیا، ہر صاحِبِ اولاد سمجھ سکتا ہے کہ جوان بیٹے کی موت کیسی دردناک ہوتی ہے مگر قربان جایئے! حضرت فُضَیل بن عیاض رَحمۃُ اللہِ عَلَیہ کو جب یہ خبر دی گئی کہ آپ کے بیٹے کا انتقال ہو گیا ہے تو آپ روئے نہیں، واویلا نہیں کیا بلکہ آپ کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ لوگوں کو

بہت تعجب ہوا، پوچھا: عالی جاہ! عجیب معاملہ ہے، عام طَور پر آپ مسکراتے نہیں ہیں، آج جوان بیٹے کا انتقال ہوا ہے، اب غمگین ہونے کا موقع ہے، آنسو بہانے کا موقع ہے اور آپ مسکرا رہے ہیں، حضرت فضیل بن عیاض رَحمۃُ اللهِ عَلَیْہِ نے بہت خوبصورت جواب دیا، فرمایا: **اللہ پاک کی رضا یہی تھی، لہٰذا میں اُس کی رِضا میں راضی ہوں۔**[1]

زندگی اور موت کی ہے یاالٰہی کشمکش | جاں چلے تیری رِضا پر بیکس و مجبور کی[2]

اللہ اکبر! اسے کہتے ہیں: اللہ پاک کے رَبّ ہونے پر راضی ہو جانا، اللہ میرا رَبّ ہے، وہ میرے متعلق جو فیصلہ فرمائے، مجھے قبول ہے، دل و جان سے قبول ہے، خوش دِلی سے قبول ہے۔ آہ! افسوس! ہمارا حال بالکل اُلٹ ہے، ہمارے ہاں تو ایک گلاس ٹوٹ جائے تو ہم غُصّے سے لال پیلے ہو جاتے ہیں، اچانک بجلی (**Electricity**) بند ہو جائے تو بُڑ بُڑانے لگتے ہیں، گاڑی پنکچر (**Puncture**) ہو جائے تو ہم سے برداشت نہیں ہوتا، سردی زیادہ ہو جائے، گرمی زیادہ ہو جائے، معمولی سا بخار آ جائے، صِرف ایک دِن دُکان کی آمدن (**Income**) کم ہو جائے، تنخواہ (**Salary**) لیٹ ہو جائے تو ہمارے دِل میں وسوسے آنے لگتے ہیں، زبان پر شکوے آ جاتے ہیں۔

اللہ! اللہ! وہ کیسے عظیم لوگ تھے، جوان اور نہایت متقی، فرمانبردار بیٹے کا انتقال ہوا اَور حضرت فضیل بن عیاض رَحمۃُ اللهِ عَلَیْہِ مسکرا رہے ہیں، کیوں...؟ اس لئے رَبّ کی رضا یہی تھی۔

جے سوہنا میرے دُکھ وِچ راضی میں سُکھ نُوں چلھے پاواں

وضاحت: یعنی اگر میرے دُکھی ہو جانے سے میرا رَبّ راضی ہوتا ہے تو مجھے سُکھ کی

---

1 ...تذکرۃ الاولیا، صفحہ: 68 خلاصۃً۔
2 ...وسائل بخشش، صفحہ: 96۔

کوئی حاجت نہیں، مجھے یہ دُکھ ہی قبول ہے۔

رضا کا تیسرا دَرَجہ

پیارے اسلامی بھائیو! اللہ پاک میرا رَبّ ہے اس پر راضی رہنے کا ایک تیسرا دَرجہ بھی ہے اور یہ وہ درجہ ہے کہ ہر مسلمان کو **کم از کم** اس درجے پر لازمی ہونا چاہئے۔ یہ درجہ کیا ہے؟ حضرت ابو علی دَقَّاق رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: رِضا یہ نہیں ہے کہ بندے کو تکلیف محسوس ہی نہ ہو بلکہ رِضا یہ ہے کہ بندہ اللہ پاک کے فیصلے پر اعتراض نہ کرے۔[1]

تکلیف پہنچی، مصیبت آئی، کہیں چوٹ لگ گئی، کسی عزیز کا انتقال ہو گیا، غُربت آگئی، بیماری آگئی، یہ چیزیں محسوس ہوں، دِل غمگین ہو جائے، آنکھ سے آنسو نکل آئیں، اس میں کوئی حرج نہیں لیکن یہ ضروری ہے کہ ہم دِل میلا نہ کریں، زبان پر شکوے نہ لائیں، اپنے پیارے رَبِّ کریم کے فیصلے پر مَعَاذَ اللہ اعتراض نہ کریں۔ حُضُور غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اَلْاِعْتِرَاضُ عَلَی الْحَقِّ مَوْتُ الدِّیْنِ وَمَوْتُ التَّوْحِیْدِ وَمَوْتُ التَّوَکُّل یعنی اللہ پاک پر اعتراض کرنا دِین کی بھی موت ہے، توحید کی بھی موت ہے اور توکُّل کی بھی موت ہے۔[2]

اللہ پاک پر اعتراض کفر ہے

شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ اپنی انمول کتاب **کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب** صفحہ: 141 اور

---

1 …رسالہ قشیریہ، رضا کا بیان، صفحہ: 358 بتغیر قلیل۔
2 …الفتح الربانی، مجلس اول، صفحہ: 9-10۔

142 پر لکھتے ہیں: اللہ پاک پر اعتراض کرنا قطعی کفر ہے اور مُعْتَرِض (یعنی اللہ پاک پر اعتراض کرنے والا) کافِر ہے، اللہ پاک خالق و مالِک ہے، اُسی کے پیدا کردہ بندے کا اُس پر اعتراض کرنا اُس کی شدید ترین توہین ہے، مسلمان کو چاہئے کہ اللہ پاک کے ہر کام کو مَبنی بر حکمت ہی یقین کرے خواہ اس کی اپنی عقل میں آئے یا نہ آئے۔ زَبان پر آنا کُجا دل میں بھی اعتِراض کو جگہ نہ دے۔[1]

اے خُدائے مصطفیٰ! ایمان پر ہو خاتمہ | مغفرت کر! واسطہ اَصْحاب و اَہلِ بیت کا

رِضا کیوں ضروری ہے؟

اے عاشقانِ رسول! ہم بندے ہیں اور بندے کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنے رَبِّ کریم کے فیصلے پر اعتراض کرے، اللہ پاک ہمارا رَبّ ہے، اسی نے ہمیں پیدا فرمایا، اسی نے ہمیں زِندگی بخشی، وہی ہمیں رِزْق عطا فرماتا ہے، اسی نے ہمارے لئے زمین کا فرش بچھایا، اسی نے ہمارے لئے نیلے آسمان کی چھت بنائی، ہر طرح کی نعمتیں ہمیں وہی عطا فرماتا ہے، وہی ہمارا خالِق ہے، وہی ہمارا مالِک ہے، ہم تو بندے ہیں اور بندے کا یہی حق ہے کہ اپنے رَبّ کے فیصلے پر راضی رہیں۔ اَصْل میں دیکھا جائے تو اعتراض اللہ پاک کے فیصلے پر نہیں بلکہ ہماری اُن خواہشات پر بنتا ہے جو اللہ پاک کی مرضی سے ہٹ کر ہیں، مثلاً اللہ پاک نے مجھے غریب رکھا، اس کے باوُجود میرے دِل میں امیر ہونے کی خواہش ہے تو چاہئے کہ میں اپنی اس خواہش کو بُرا کہوں، آخر ایک بندے کے دِل میں ایسی خواہش ہی کیوں رہے جو اس کے رَبّ کی مرضی کے خِلاف ہے؟ امام قشیری رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ لکھتے ہیں: تقدیر سے جو کچھ

---

1 ...کفریہ کلمات کے بارے میں سوال جواب، صفحہ: 141-142 ملتقطاً۔

ظاہِر ہو، اس کے سامنے اپنے اختیارات کو چھوڑ دینا، اسے عُبُوْدِیَّت (یعنی بندگی) کہا جاتا ہے۔[1] حضرت رُوَیم رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اگر بندے کے سیدھے ہاتھ پر پُوری جہنّم رکھ دی جائے تو (اس پر اعتراض کرنا تو دُور کی بات، اسے چاہئے کہ) یہ بھی نہ کہے کہ یااللہ پاک! اسے اُلٹے ہاتھ پر رکھ دے۔[2]

ایک حدیثِ قدسی میں ہے، اللہ پاک فرماتا ہے: میں ہی اللہ ہوں، میرے سِوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، پس جو میری (دی ہوئی) مصیبت پر صبر نہ کرے، میری نعمتوں کا شکر ادا نہ کرے اور میری تقدیر پر راضی نہ ہو، اسے چاہئے کہ میرے سِوا کوئی اَور رَبّ تلاش کر لے۔[3]

اَلْاَمَان والحفیظ! **پیارے اسلامی بھائیو!** دیکھئے! کیسا جھنجھوڑنے والا کلام ہے، جو بندہ اللہ پاک کی تقدیر پر، اس کے فیصلوں پر راضی نہیں رہتا، اسے گویا دُھتکارا جارہا ہے، اسے بتایا جارہا ہے کہ وہ **بندہ** کہلانے کا حق دار ہی نہیں ہے۔ اَصْل میں **بندہ** تو وہی ہے جو رَبِّ کریم کے فیصلوں پر راضی رہتا ہے۔

کس کے در پر میں جاؤں گا مولیٰ | گر تُو ناراض ہو گیا یاربّ[4]

بندہ ہونا کسے کہتے ہیں؟

پہلے دَور میں غُلام باقاعدہ بازار میں فروخت ہوتے تھے، ایک مرتبہ حضرت ابراہیم

---

1 ...رسالہ قشیریہ، عبودیت کا بیان، صفحہ:364بتغیر قلیل۔
2 ...رسالہ قشیریہ، رضا کا بیان، صفحہ:360۔
3 ... معجم کبیر، جلد:22، صفحہ:321، حدیث:807بتغیر۔
4 ...وسائلِ بخشش، صفحہ:80۔

بن اَدْھَم رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ کو ایک غُلام کی ضرورت پیش آئی، آپ بازار تشریف لے گئے، ایک غُلام خریدا اور گھر لے آئے، آپ نے اُس غلام سے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے؟ غُلام نے کہا: جس نام سے آپ پُکاریں، وہی میرا نام ہو گا، آپ نے پوچھا: تم کیا کھانے کے عادِی ہو؟ غُلام نے کہا: جو آپ کھلا دیں گے، کھالوں گا، پھر پوچھا: کوئی خواہش ہو تو بتاؤ! غُلام بولا: جو آپ کی خواہش ہے، وہی میری خواہش ہے۔ میں تو غُلام ہوں اور غُلام کو ان چیزیں سے تعلق نہیں ہوا کرتا۔ اس پر حضرت ابراہیم بن ادھم رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ سوچنے لگے: کاش! میں بھی اللہ پاک کا ایسا ہی اطاعت گزار ہوتا تو کتنا بہتر تھا۔ (1)

اے عاشقانِ رسول! اسے کہتے ہیں، بندہ (یعنی غُلام) ہونا، بندہ ہوتا ہی وہ ہے جس کی اپنی کوئی خواہش نہ ہو، جس کی اپنی کوئی مرضی نہ ہو، بندہ ہمیشہ اپنے مالِک کی مرضی پر چلتا ہے، اس لئے ہمیں بھی چاہئے کہ غربت آئے، پریشانی آئے، مصیبت آئے، کچھ بھی ہو، ہم اللہ پاک کے فیصلے پر مطمئن رہیں، کبھی بھی شکوہ شکایت زبان پر نہ لائیں۔

اللہ پاک جس حال میں رکھے، وہی بہتر ہے

امام شَعرانی رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: بندے کے لئے شانِ بندگی یہ ہے کہ بندہ ہر حال میں اللہ پاک سے راضی ہی رہے، کسی معاملے میں بھی دِل میلا نہ ہونے دے، جو کچھ عطا کیا گیا، اس سے زیادہ کی خواہش نہ کرے، اس لئے کہ اللہ پاک ہم سے زیادہ ہماری بھلائی کو جاننے والا ہے، اللہ پاک فرماتا ہے:

وَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْــٴًـا وَّ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْۚ وَ | ترجَمۂ کنزُالایمان: اور قریب ہے کہ کوئی بات

(1)... تذکرۃ الاولیا، حضرت ابراہیم ادھم، صفحہ: 78۔

عَسٰۤى اَنْ تُحِبُّوْا شَیْــٴًـا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ۠(۲۱۶) (پارہ:2،سورۂ بقرہ:216)	تمہیں بُری لگے اور وہ تمہارے حق میں بہتر ہو اور قریب ہے کہ کوئی بات تمہیں پسند آئے اور وہ تمہارے حق میں بُری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔

امام شعرانی رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اس سے معلوم ہوا اللہ پاک نے جو کچھ عطا فرمایا ہے، جس حال میں رکھا ہے، اگر بندہ اس کے عِلاوہ کچھ اور طلب کرے تو وہ گویا اس بات کا دعویٰ کر رہا ہے کہ وہ اللہ پاک سے بڑھ کر عِلْم رکھنے والا ہے اور بندے کے جاہِل ہونے کے لئے اتنا ہی کافی ہے۔(1)

اَلْاَمَان وَالْحَفِیْظ! **اے عاشقانِ رسول!** غور فرمائیے! اگر ہم اللہ پاک کی رِضا میں راضی نہیں رہتے، جو کچھ اللہ پاک نے عطا فرمایا، اُس پر راضی نہیں ہوتے، جس حال میں اللہ پاک نے رکھا ہے، اس حال میں خوش نہیں ہوتے تو دیکھئے! بات کتنی دُور تک پہنچتی ہے، یہ گویا اس بات کا دعویٰ ہے کہ بندہ اللہ پاک سے بڑھ کر عِلْم رکھتا ہے حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا، اللہ پاک کا ہی عِلْم کامِل ہے، کوئی بھی اُس سے بڑھ کر عِلْم والا نہیں ہے، اس نے اپنے عِلْمِ ازلی سے جانا اور جو ہمارے حق میں بہتر تھا، وہی کچھ عطا فرمایا۔ لہٰذا ہمیں چاہئے کہ ہم ہر حال میں اللہ پاک کی رِضا میں راضِی ہی رہیں۔

پاؤں پر چوٹ کیوں لگی...؟

حضرت لقمان حکیم رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ کے متعلق منقول ہے، آپ نے ایک دِن اپنے بیٹے سے

---

(1)...انوار القدسیہ فی بیان آداب العبودیہ، صفحہ:30۔

فرمایا: تمہیں جو بھی مُعَاملہ درپیش ہو، تمہیں اچھا لگے یا بُرا، اپنے دِل میں یہی رکھو کہ وہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ بیٹے نے عرض کیا: ابا جان! یہ بات ذرا وضاحت سے سمجھایئے! ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ ہر بات میرے حق میں بہتر ہی ہو؟ حضرت لقمان حکیم رَحمۃُ اللہِ عَلَیہ نے فرمایا: ایک بستی میں اللہ پاک کے ایک نبی عَلَیہِ السَّلام تشریف فرما ہیں، آؤ! اُن کی خِدمت میں حاضِر ہوں، وہ ہمیں زیادہ بہتر انداز میں سمجھائیں گے۔ چنانچہ دونوں (باپ، بیٹے) نے سامانِ سَفَر لیا، 2 جانوروں پر سُوار ہوئے اور عِلْمِ دین سیکھنے کے لئے چل پڑے، گرمی شدید تھی، سَفَر لمبا تھا، راستے میں کھانا اور پانی ختم ہو گیا، دونوں باپ بیٹے کو تھکاوٹ بھی ہو گئی، جانور بھی تھک گئے، اب یہ دونوں حضرات جانوروں سے اُترے اور پیدل چلنے لگے، چلتے چلتے کافِی دُور جا کر حضرت لقمان حکیم رَحمۃُ اللہِ عَلَیہ کو دُور کہیں سے دُھواں اُٹھتا ہوا دِکھائی دِیا، کچھ ڈھارس بندھی کہ آبادی قریب ہی ہے مگر ساتھ ہی ایک مشکل بھی کھڑی ہو گئی، کوئی نوکیلی ہڈی تھی، وہ آپ کے بیٹے کے پاؤں میں لگی اور آر پار ہو گئی، خُون بہنے لگا، کئی دِن کے مُسَافِر، شدید گرمی، پانی بھی نہیں ہے، کھانا بھی نہیں ہے، ایسی حالت میں خون نکلا تو حضرت لقمان حکیم رَحمۃُ اللہِ عَلَیہ کا شہزادہ غَش کھا کر زمین پر گِرا اور بے ہوش ہو گیا، بیٹے کی یہ حالت دیکھ کر حضرت لقمان حکیم رَحمۃُ اللہِ عَلَیہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے، آپ نے بڑی مشکل سے وہ ہڈی پاؤں سے نکالی، پٹی باندھی، کچھ اِفَاقہ ہوا تو بیٹے کو ہوش آ گیا، اب آپ کے بیٹے نے عرض کیا: اَبّا جان! ہم مُسَافِر ہیں، شدید گرمی ہے، پانی ختم ہو چکا ہے، اس حالت میں مجھے چوٹ بھی لگ گئی، نہ ہم آگے چلنے کے لائق ہیں، نہ واپس پلٹ سکتے ہیں، ہمارا کوئی پُرسانِ حال بھی نہیں ہے، بتایئے! یہ سب کچھ میرے لئے بہتر کیسے ہو سکتا ہے؟ حضرت لقمان حکیم رَحمۃُ اللہِ عَلَیہ نے فرمایا: بیٹا! یہ جو مصیبت ہمیں پہنچی ہے، ہو سکتا ہے اس

کے ذریعے کوئی بڑی مصیبت ہم سے ٹال دی گئی ہو۔ ابھی یہ باتیں ہو ہی رہیں تھیں کہ حضرت لقمان حکیم رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ کو دُور سے کوئی شخص آتا دکھائی دِیا، آپ کچھ مطمئن ہوئے مگر جلد ہی وہ نظروں سے اَوجھل ہو گیا، پھر آپ کو ایک آواز سُنائی دی: اَنْتَ لُقْمَان کیا تم لقمان ہو؟ کہا: جی ہاں! میں لقمان ہوں۔ پوچھا: حکیم لقمان؟ کہا: **لوگ تو ایسا ہی کہتے ہیں۔** پوچھنے والے نے پھر پوچھا: تمہارے بیٹے نے کیا کہا ہے؟ حضرت لقمان حکیم رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ نے پوچھا: تم کون ہو؟ سامنے کیوں نہیں آتے؟ آواز آئی: میں جبریل ہوں، میں صِرف نبیوں اور فرشتوں کو دِکھائی دیتا ہوں۔ کہا: اگر آپ جبریل ہیں، تب تو آپ ہمارے حال سے واقِف ہوں گے؟ حضرت جبریل عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا: اللہ پاک نے مجھے ایک شہر پر عذاب نازِل کرنے کے لئے بھیجا تھا، جب میں وہاں پہنچا تو مجھے معلوم ہوا کہ تم دونوں بھی اس شہر کی طرف بڑھ رہے ہو، چنانچہ میں نے اللہ پاک سے دُعا کی: یا اللہ پاک! ان دونوں کو اس شہر میں داخل ہونے سے روک دے، میری دُعا قبول ہوئی اور تمہارا بیٹا تکلیف میں مبتلا ہو گیا، اگر ایسا نہ ہوتا اور تم شہر میں داخِل ہو جاتے تو تم بھی شہر والوں کے ساتھ عذاب میں گرفتار ہو جاتے۔[1]

اللہ! اللہ! **اے عاشقانِ رسول!** معلوم ہوا؛ ہمارے ساتھ جو بھی ہوتا ہے، بہتر ہی ہوتا ہے، اللہ پاک ہمیں جس حال میں بھی رکھتا ہے، وہی حال ہمارے حق میں بہتر ہے۔ اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم اللہ پاک کی رِضا میں راضِی رہیں، کبھی بھی دِل میلا نہ کریں، نہ ہی زبان پر شکوہ لایا کریں۔

***

1 ...الرضا عن اللہ بقضائہ لابن ابی الدنیا، حکایات عن الراضین، صفحہ: 62-63۔

اللہ پاک نے سب کو کمال ہی عطا فرمایا ہے

حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون عَلَیْہِمَا السَّلَام فِرْعَون کے پاس، اسے نیکی کی دعوت دینے کے لئے تشریف لے کر گئے تو فرعون نے پوچھا:

فَمَنْ رَّبُّكُمَا يٰمُوْسٰى ﴿۴۹﴾ (پارہ:16، سورۂ طٰہٰ:49)	ترجَمہ کنزُالعرفان: اے موسیٰ! تو تم دونوں کا ربّ کون ہے؟

اس کے جواب میں حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے فرمایا:

رَبُّنَا الَّذِيْٓ اَعْطٰى كُلَّ شَيْءٍ خَلْقَهٗ ثُمَّ هَدٰى ﴿۵۰﴾ (پارہ:16، سورۂ طٰہٰ:50)	ترجَمہ کنزُالعِرفان: ہمارا ربّ وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی خاص شکل وصورت دی پھر راہ دکھائی۔

مُفَسِّرِین کرام نے اس آیت کی جو وَضاحت فرمائی، اس کے مطابق اس کا مطلب یہ ہے کہ رَبّ وہ ہے جس نے ہر چیز کو ایک خاص مقصد (**Purpose**) کے تحت، مَخْصُوص صلاحیت پر پیدا فرمایا، پھر ہر چیز کو اس کے کام کے مطابق صُورت بھی عطا فرمائی، پھر ہر چیز کو اُس کی صلاحیت اور کام کے مطابق اَسْباب بھی عطا فرما دیئے اور ساتھ ہی ساتھ اُن اَسْباب کو استعمال میں کیسے لانا ہے، اس کی ہدایت بھی فرما دی۔ مثلاً اللہ پاک نے آنکھ دیکھنے کے لئے پیدا فرمائی، اس میں دیکھنے کی صلاحیت بھی رکھی، کان سُننے کے لئے پیدا فرمائے، کانوں کو اُن کے کام کے مطابق شکل و صُورت بھی عطا فرمائی اور سُننے کی صلاحیت سے بھی نوازا، پھر کمال یہ کہ ہر چیز کا ایک خاص مقصد ہے، اور ایک خاص کام ہے، کان سُنتے ہیں، دیکھ نہیں سکتے، آنکھ دیکھتی ہے، سُن نہیں سکتی، اسی طرح کائنات کی ہر چیز اپنے ایک جُدا مقصد کے تحت، اپنے علیحدہ کام کے لئے بنائی گئی، ہر چیز کو اس کی صلاحیت اور کام

کے مطابق شکل و صُورت بھی دے دی گئی، اَسْبَاب بھی مہیا فرما دیئے اور اُن اَسْبَاب کو استعمال کرنے کی ہدایت بھی عطا فرمادی۔(1)

امام شَعرانی رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ اس آیت کی وَضاحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: یہ آیت تقاضا کرتی ہے کہ اللہ پاک نے اپنی حکمتِ بالغہ کے مطابق جس کو جو عطا فرمایا ہے، اُس کے لئے کمال وہی ہے ❁ نبیوں کو نبوت عطا فرمائی اُن کے حق میں نبی ہونا کمال ہے ❁ وَلِیّوں کو وِلایت عطا فرمائی اُن کے حق میں وِلایَت کمال ہے ❁ عُلَما کو عِلْم عطا فرمایا، اُن کے حق میں عِلْم کمال ہے، غرض جس کو جو بھی عطا ہوا، اُس کو کمال ہی عطا ہوا۔(2)

اس کو یوں سمجھ لیجئے کہ اللہ پاک کی بارگاہ سے جس کو جو بھی مِلا ہے، 100 فیصد ہی مِلا ہے، کسی کو بھی کم نہیں دیا گیا، ہاں! ہر ایک کا 100 فیصد اُس کی صلاحیت اور طاقت کے مطابق ہے۔ مثال کے طَور پر ایک نَرْسَری کلاس کا طالبِ عِلْم ہے، اسے نَرْسَری میں 100 فیصد نمبر دیئے جائیں تو وہ کس کلاس میں پہنچے گا؟ پَرَیپ میں۔ اسی طرح ایک **B.A** کا طالبِ عِلْم ہے، اسے 100 فیصد نمبر دیئے جائیں تو وہ کونسی کلاس میں پہنچے گا؟ **M.A** میں۔ یہ فرق کیوں؟ دونوں کو 100 فیصد ہی نمبر ملے تو ایک پریپ میں اور دوسرا **M.A** میں کیوں پہنچا؟ بالکل واضح بات ہے، نمبر اگرچہ دونوں کو برابر (یعنی 100 فیصد) ملے مگر دونوں کی صلاحیت مختلف تھی، دونوں کی قابلیت مختلف تھی، بالفرض اگر نَرْسَری والے کو 100 فیصد نمبر ملنے پر **M.A** میں بٹھا دیا جاتا یا **B.A** والے کو 100 فیصد نمبر ملنے پر پریپ میں بٹھا دیا جاتا تو دونوں اپنا توازُن کھو بیٹھتے، دونوں اَن بیلنس ہو جاتے۔

---

1 …روح المعانی، پارہ:16، سورۂ طہ، تحت الآیۃ:50، جز:16، جلد:8، صفحہ:683 بتغیر قلیل۔

2 …انوار القدسیہ فی بیان آداب العبودیہ، صفحہ:30۔

اسی طرح دُنیا میں اللہ پاک نے ہر ایک کو کمال ہی عطا فرمایا، جو امیر ہے، اُسے بھی 100 فیصد مِلا اور جو غریب ہے، اسے بھی 100 فیصد ہی مِلا، البتہ ہر ایک کی قابلیت جُدا ہے، ہر ایک کی طاقت جُدا ہے، اگر غریب کو 150 فیصد دے کر اُسے امیر کر دیا جاتا یا امیر کو 50 فیصد دے کر غریب کر دیا جاتا تو دونوں اپنا توازُن کھو بیٹھتے، دونوں اَن بیلنس ہو جاتے مگر قربان جایئے! اللہ رَبُّ العالمین ہے، اُس نے ہر ایک کو 100 فیصد ہی عطا فرمایا اور جس کو جو کچھ عطا فرمایا، اس کے حق میں وہی کمال ہے۔

حدیثِ قدسی میں ہے، اللہ پاک فرماتا ہے: میرے کچھ بندے وہ ہیں جن کے حق میں غُربت ہی بہتر ہے، اگر میں اُن کو امیر بنا دیتا تو اُن کا حال بگڑ جاتا اور بعض بندے وہ ہیں، جن کے حق میں امیر ہونا ہی بہتر ہے، اگر میں اُنہیں غریب بناتا تو اُن کا حال بگڑ جاتا۔[1]

خُدا! تجھ سے تیری وِلا مانگتا ہوں | میں عشقِ شہِ اَنبیا مانگتا ہوں
اِلٰہی! نہیں مانگتا مال و دولت | فقط تجھ سے تیری رِضا مانگتا ہوں[2]

اس کا تو اندھا ہونا ہی بہتر ہے

اللہ پاک کے نبی حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام ایک مرتبہ نہر کے قریب سے گزر رہے تھے، آپ نے دیکھا کہ بچے نہر میں نہا رہے ہیں ان کے ساتھ ایک نابینا (**Blind**) بچہ بھی تھا، حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو اس کے حال پر رَحْم آیا، آپ نے اللہ پاک کی بارگاہ میں دُعا کی: یااللہ پاک! اس کو بھی آنکھیں عطا فرما۔ اللہ پاک نے آپ کی دُعا قبول فرمائی اور اس بچے کو آنکھیں عطا فرما دیں، جب اس نے آنکھیں کھولیں اور بچوں کو دیکھا تو ایک بچے کو پکڑ

1 ...مرقاۃ المفاتیح، کتاب الدعوات، جلد:5، صفحہ:314، تحت الحدیث:2459۔
2 ...وسائلِ فردوس، صفحہ:1۔

کر پانی میں اس قدر غوطے دیئے کہ وہ مر گیا، پھر دوسرے کو پکڑا اور اسے بھی غوطے دیکر قتل کر دیا، یہ منظر دیکھ کر حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام حیران ہوئے اور دُعا کی: یا اللہ پاک! تُو اپنی مخلوق کو بہتر جاننے والا ہے، اسے پہلی حالت پر ہی لوٹا دے۔[1]

اے عاشقانِ رسول! جب اللہ پاک نے ہر ایک کو کمال ہی عطا فرمایا، رَبِّ کریم کی بارگاہ سے جسے جو مِل رہا ہے، 100 فیصد ہی مِل رہا ہے، ہر ایک جس حال میں ہے، وہی حال اس کے حق میں بہتر ہے تو بتایئے! شکوے شکایت کی گنجائش ہی کیا رِہ جاتی ہے، شکوہ تو تب ہوتا، جب ہمارے ساتھ نااِنْصَافی ہو رہی ہوتی، نااِنْصَافی تو ہوئی ہی نہیں، ہر ایک کو کمال ہی عطا کیا گیا، ہر ایک کو اس کی قابلیت اور صلاحیت کے مطابق بہتر حالت ہی میں رکھا گیا تو ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم اس پر راضی رہیں، اس کے باوُجُود بھی جو اللہ پاک کی رِضا میں راضی نہیں ہے، شکوے کرتا ہے، وہ تو گویا یہ چاہتا ہے کہ آنکھ سُنے اور کان دیکھے، جبکہ یہ واضح جہالت ہے، کان دیکھنے کے لئے نہیں سننے کے لئے ہیں، آنکھ سننے کے لئے نہیں بلکہ دیکھنے کے لئے ہے، لہٰذا اللہ پاک نے جسے جہاں رکھا، جس حال میں رکھا، اسے چاہئے کہ اسی پر راضی رہے، کبھی بھی زبان پر شکوہ شکایت نہ لائے۔

راضی بہ رِضا رہنے والوں کے لئے خوشخبری

اللہ پاک کے آخری نبی، رسولِ ہاشمی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: طُوْبٰی لِمَنْ هُدِیَ لِلْاِسْلَامِ وَكَانَ رِزْقُهٗ كَفَافًا وَرَضِیَ بِهٖ یعنی خوشخبری ہے اس کے لئے جس کو اسلام کی ہدایت دی گئی، قدرِ کفایت رِزْق دیا گیا اور وہ اس پر راضی ہے۔[2]

---

1 ... آنسوؤں کا دریا، صفحہ: 252 خلاصۃً۔

2 ... احیاء العلوم، جلد: 5، صفحہ: 159، ترمذی، کتاب الزہد، صفحہ: 561، حدیث: 2349 مفہوماً۔

قبروں سے اُڑ کر جنّت میں داخِل ہونے والے

ایک حدیثِ پاک میں ہے: جب قیامت کا دن ہو گا تو اللہ پاک میری اُمّت کے ایک گروہ کو پَر عطا فرمائے گا، جن کے ذریعے وہ اپنی قبروں سے اُڑ کر جنّت میں چلے جائیں گے اور وہاں جیسے چاہیں گے لطف اندوز ہوں گے۔ فرشتے ان سے پوچھیں گے: کیا تم حساب دے چکے ہو؟ وہ کہیں گے: ہم نے حساب نہیں دیا۔ فرشتے پھر پوچھیں گے: کیا تم پُل صراط سے گزر چکے؟ وہ جواب دیں گے: ہم نے پُل صراط نہیں دیکھا۔ پھر فرشتے پوچھیں گے: کیا تم نے جہنّم کو دیکھا؟ وہ کہیں گے: ہم نے کسی چیز کو نہیں دیکھا۔ تب فرشتے ان سے کہیں گے: تم کس کی امت میں سے ہو؟ وہ خوش بخت جنّتی کہیں گے: ہم امام الانبیا، حضرت محمد مصطفےٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے اُمّتی ہیں۔ فرشتے کہیں گے: ہم تمہیں اللہ پاک کی قسم دیتے ہیں، بتاؤ دنیا میں تمہارے کیا اعمال تھے؟ وہ جواب دیں گے: ہماری 2 عادتیں تھیں، جن کی وجہ سے ہم اللہ پاک کے فضل و کرم سے اس مرتبے کو پہنچے؛ (1): ہم تنہائی میں بھی اللہ پاک کی نافرمانی سے حیا کرتے تھے اور (2): ہم اللہ پاک کے عطا کردہ تھوڑے رِزْق پر راضی رہتے تھے۔[1]

تاج و تخت و حکومت مت دے | کثرتِ مال و دولت مت دے
اپنی رِضا کا دیدے مُژدہ | یااللہ مِری جھولی بھر دے[2]

اللہ اکبر! **اے عاشقانِ رسول!** اندازہ کیجئے! قیامت کا 50 ہزار سالہ دِن، لوگ قبروں سے اُٹھ کر میدانِ محشر کا رُخ کریں گے، آہ! وہ دہکتی ہوئی تانبے کی زمین، سوا میل پر رہ کر

1 ...قوت القلوب، شرح مقام التوکل ووصف احوال المتوکلین، جلد:2، صفحہ:65۔
2 ...وسائل بخشش، صفحہ:123۔

آگ برساتا سُورج، انتہا کی گرمی، پھر نامۂ اَعْمال ہاتھوں میں دِیا جانا، حساب کتاب کا معاملہ، پھر پُل صراط سے گزرنے کا مرحلہ، پُل صراط بھی کیسا؟ بال سے باریک، تلوار کی دھار سے تیز، 1500 سال کی راہ، اِدھر لوگ ایسی ہولناک مَشَقَّتوں میں مبتلا ہوں گے اور اُدھر اللہ پاک کی رِضا میں راضِی رہنے والے، تنہائی میں بھی رَبِّ کریم کی نافرمانی سے بچنے والے قبروں ہی سے اُڑ کر جنّت میں پہنچ جائیں گے، نہ میدانِ محشر کی گرمی دیکھیں گے، نہ حساب کتاب، نہ پُل صراط...!! سُبْحٰنَ اللہ! اندازہ کیجئے! یہ کیسے خوش نصیب ہوں گے۔ کاش! ہم بھی ایسے ہو جائیں، کاش! ہم بھی اللہ پاک کی رِضا میں راضِی رہنے والے، خَلْوت و جلوت میں گُناہوں سے بچنے والے، اپنے رَبِّ کریم کے فرمانبردار بندے بن جائیں۔

اللہ پاک کو راضِی کرنے کا طریقہ

امام غزالی رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: اللہ پاک کی طرف سے بندے کو آخرت میں جو انعامات عطا کئے جائیں گے، ان میں سب سے بڑا اور انتہائی درجے کا انعام یہ ہے کہ اللہ پاک بندے سے راضی ہو جائے۔[1] اللہ پاک قرآنِ کریم میں فرماتا ہے:

وَ رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُؕ (پارہ:10، سورۂ توبہ:72)	ترجَمۂ کنزُالعرفان: اور اللہ کی رضا سب سے بڑی چیز ہے۔

یعنی جنت کی نعمتوں میں سے سب سے بڑی نعمت یہ ہو گی کہ اللہ پاک جنتیوں سے راضی ہو گا، کبھی ناراض نہ ہو گا۔[2]

پیارے آقا، مدینے والے مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اللہ پاک اہلِ جنت سے

1... احیاء العلوم، جلد:5، صفحہ:157۔
2... تفسیر خازن، پارہ:10، سورۂ توبہ، تحت الآیۃ:72، جلد:2، صفحہ:261۔

فرمائے گا: اے جنتیو! کیا تم راضی ہو گئے؟ اہلِ جنت عرض کریں گے: مولیٰ! کیوں راضی نہ ہوں گے تونے ہمیں وہ نعمتیں دِیں جو کسی کو نہ دِیں۔ اللہ پاک فرمائے گا: میں تم کو ان سب سے اعلیٰ نعمت دوں گا، اہلِ جنت عَرض کریں گے: مولیٰ! ان سے افضل کیا چیز ہو سکتی ہے؟ اللہ پاک فرمائے گا: مَیں تم سے راضی رہوں گا کبھی ناراض نہ ہوں گا۔ (1)

معلوم ہوا؛ اللہ پاک کی رِضا ملنا آخرت کے انعامات میں سب سے بڑا انعام ہے اور یہ انعام ملتا کیسے ہے؟ امام غزالی رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: یہ (آخرت کا سب سے بڑا انعام) اسی صُورت میں ملتا ہے کہ بندہ دُنیا میں اللہ پاک سے راضی رہے۔ (2)

ایک مرتبہ بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی خِدمت میں عرض کیا: اے اللہ پاک کے نبی عَلَیْہِ السَّلَام! اللہ پاک سے ایسا عَمَل پوچھئے کہ جب ہم وہ عَمَل کریں تو اللہ پاک ہم سے راضِی ہو جائے۔ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے رَبِّ کریم کی بارگاہ میں بنی اسرائیل کا مُدَّعا پیش کیا، اس پر اللہ پاک نے فرمایا: اے موسیٰ! بنی اسرائیل سے فرمادیں! وہ مجھ سے راضِی رہیں، میں اُن سے راضی ہو جاؤں گا۔ (3)

شیخ ابو علی دَقّاق رَحمۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ایک شاگرد فرماتے تھے: مجھے یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ اللہ پاک مجھ سے راضی ہے یا نہیں؟ پوچھا گیا: وہ کیسے؟ فرمایا: جب میں رَبّ سے راضِی ہوتا ہوں تو وہ بھی مجھ سے راضِی ہوتا ہے۔ (4)

---

(1)... بخاری کتاب التوحید، باب کلام الرب مع اہل الجنۃ، صفحہ: 1812، حدیث: 7518۔

(2)... احیاء العلوم، جلد: 5، صفحہ: 157۔

(3)... احیاء العلوم، جلد: 5، صفحہ: 160۔

(4)... رسالہ قشیریہ، رضا کا بیان، صفحہ: 358۔

سیلاب رُک گیا...!!

کہتے ہیں: کسی گاؤں میں کوئی نیک بزرگ رہا کرتے تھے، سب لوگ اُن کی بہت عزّت کرتے تھے، اُن سے دُعائیں کروایا کرتے تھے، اس گاؤں کے قریب سے ایک دریا گزرتا تھا، ایک مرتبہ یوں ہوا کہ دریا کا بَنْد ٹوٹ گیا، پانی نے گاؤں کا رُخ کیا، لوگ بہت پریشان ہوئے اور دوڑتے ہوئے نیک بزرگ کی خِدْمت میں پہنچے، دُعا کے لئے عرض کیا، نیک بزرگ نے فرمایا: جاؤ! سب لوگ پھاوڑے اور دیگر اوزار لے آؤ! سب لوگ جلدی سے پھاوڑے وغیرہ لے کر حاضِر ہو گئے، نیک بزرگ نے خود بھی ایک پھاوڑا اُٹھایا اور سب کو لے کر دریا کے قریب پہنچ گئے، لوگ سمجھ رہے تھے کہ دریا کا بند باندھنا ہے مگر نیک بزرگ نے اس کا اُلٹ کیا، دریا کا بند باندھنے کی بجائے، جو باقی بچا تھا، اسے بھی توڑنا شروع کر دیا، یہ دیکھ کر لوگ بہت خفا ہوئے اور واپس پلٹ گئے۔ اب لوگوں کے پاس کوئی راستہ نہیں تھا، سب خوف زدہ تھے، سیلاب سے بچنے کے لئے بال بچوں کو لے کر گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے، کافی دیر گزرنے کے بعد انہوں نے دیکھا: دریا کا پانی جو گاؤں کی طرف بڑھ رہا تھا وہ رُک گیا ہے اور وہ نیک بزرگ کندھے پر پھاوڑا رکھے واپس تشریف لا رہے ہیں۔ سب بڑے حیران ہوئے کہ آخر ماجرا کیا ہے؟ چھتوں سے اُتر کر جلدی سے نیک بزرگ کی خِدْمت میں حاضِر ہوئے، پوچھا: عالی جاہ! ماجرا کیا ہے؟ سیلاب کیسے رُک گیا؟ فرمایا: میں بچا کھچا بند توڑ رہا تھا، غیب سے آواز آئی: اے بندے! کیوں توڑتا ہے؟ میں نے عرض کیا: یقیناً یہ بند اللہ پاک کی مشیّت ہی سے ٹوٹا ہے، لہٰذا جب اللہ پاک کی مشیّت یہی ہے کہ دریا کا پانی گاؤں کی طرف چلا جائے تو میں اس پر راضِی ہوں اور پانی کا راستہ کھول رہا

ہوں۔ آواز آئی: اے بندے! جب تُو ہماری مرضِی پر راضی ہے تو جا! ہم تیری مرضِی کو پُورا کرتے ہیں۔ بس اسی سبب سے سیلاب رُک گیا۔

سُبْحٰنَ اللہ! معلوم ہوا؛ اگر ہم اللہ پاک کی رِضا میں راضِی ہو جائیں تو اِنْ شَآءَ اللہُ الْکَرِیْم! اللہ پاک ہم سے راضی ہو جائے اور اگر اللہ پاک ہم سے راضی ہو گیا تو اِنْ شَآءَ اللہُ الْکَرِیْم! بگڑی سنور جائے گی۔ اللہ پاک ہم سب کو اُس کی رِضا پر راضِی رہنے کی توفیق نصیب فرمائے۔

ربّ کی رِضا میں راضِی رہنے کے لئے کیا کریں؟

پیارے اسلامی بھائیو! اللہ پاک کی رِضا میں راضِی رہنے کی عادَت اپنانے کے لئے بہت سارے طریقے اپنائے جاسکتے ہیں؛ مثلاً اللہ پاک کی رِضا میں راضِی رہنے کے فضائل پڑھیں، اللہ پاک کے نیک بندے جو ہمیشہ اُس کی رِضا میں راضِی رہتے تھے، اُن کی سیرت پڑھیں (اس کے لئے **احیاء العلوم، جلد: 5 سے رِضا کا بیان** پڑھنا مفید ہے)، اسی طرح تکلیف، مصیبت، پریشانی، غُربت وغیرہ پر ملنے والے ثوابات کا مطالعہ کریں (مثلاً شیخِ طریقت، امیرِ اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کا رسالہ **غریب فائدے میں ہے** اور **بیمار عابد** پڑھ لیجئے)۔ اس کی برکت سے اِنْ شَآءَ اللہُ الْکَرِیْم! اللہ پاک کی رِضا میں راضِی رہنے کا ذِہن بنے گا۔

پیرانِ پیر، حضور غوثِ اعظم شیخ عبد القادِر جیلانی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے اللہ پاک کی رِضا میں راضِی رہنے کے 2 آسان طریقے بتائے ہیں، آپ فرماتے ہیں: **(1):** جو شخص اللہ پاک کی رضا میں راضی رہنا چاہتا ہے، اسے چاہئے کہ موت کو ہمیشہ یاد رکھے کیونکہ موت کی یاد دُنیوی مصیبتوں کو آسان بنا دیتی ہے **(2):** جس بات پر دِل میں شکوہ آئے، بندے کو چاہئے کہ اس بات پر شکوہ کرنے کی بجائے، اللہ پاک سے دُعا کرے، مثلاً کسی پر غُربت آگئی یا

کوئی بیمار ہو گیا، اب اس کے دِل میں وَسْوَسے آتے ہیں تو اسے چاہئے کہ غربت یا بیماری کا شکوہ نہ کرے بلکہ اللہ پاک کی بارگاہ میں دُعا کرے: یا اللہ پاک! مجھ سے غُربت دُور فرما دے، یا اللہ پاک! مجھے اس مرض سے شِفَا عطا فرما دے۔ یُوں اپنے دِل کو شکوہ شکایت کی بجائے، دُعا میں مشغول رکھے۔ اس کی برکت سے اِنْ شَآءَاللّٰہُ الْکَرِیْم! دِل ہلکا ہو جائے گا اور اللہ پاک نے چاہا تو رَبِّ کریم کی رِضَا میں راضِی رہنے کی توفیق بھی مِل ہی جائے گی۔[1]

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

12 دینی کاموں میں سے ایک کام: فجر کے لئے جگانا

پیارے اسلامی بھائیو! اللہ پاک کی رضا حاصل کرنے، نیک نمازی بننے کے لئے عاشقانِ رسول کی دینی تحریک دعوتِ اسلامی کے 12 دینی کاموں میں عملاً حِصّہ لیجئے! دعوتِ اسلامی کے 12 دینی کاموں میں ایک کام ہے: **فجر کے لئے جگانا**۔ یاد رہے! نمازِ فجر کے لئے لوگوں کو جگانا آخری نبی، نبیِّ اُمّی صلی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی سُنَّت ہے۔ الحمد للہ! دعوتِ اسلامی سے وابستہ عاشقانِ رسول سرکارِ عالی وقار مدینے کے تاجدار صلی اللہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّم کی سُنَّت پر عمل کے جذبے کے تحت صبح فجر کی نماز سے پہلے گلی گلی جا کر بلند آواز سے درود و سلام پڑھتے اور لوگوں کو بستر چھوڑ کر نمازِ فجر کے لئے چل پڑنے کی دعوت دیتے ہیں۔ آپ بھی اس دینی کام میں حِصّہ لیجئے، صبح جلدی اُٹھئے، اللہ پاک نصیب کرے تو نمازِ تہجد ادا کیجئے، ذِکر و درود کیجئے، اذانِ فجر کے بعد مدنی مرکز کے دیئے ہوئے طریقہ کار کے مطابق لوگوں کو نمازِ فجر کے لئے جگایئے، اس عَمَل کی برکت سے اِنْ شَآءَ اللّٰہ الْکَرِیم! ڈھیروں ثواب ہاتھ آئے گا۔

---

1 ...الفتح الربانی، صفحہ: 111۔

کلمہ پاک کا وِرد کرنے لگے

پنجاب، ضلع اوکاڑہ کے شہر دیپالپور کے ایک اسلامی بھائی کا بیان ہے: میرے چچا محمد رفیق عطاری دعوتِ اسلامی کے دینی ماحول سے وابستہ اور شیخ طریقت، امیر اہلسنت دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کے مُرید تھے، لوگوں کو نمازِ فجر کے لئے جگانا ان کا معمول تھا، صبح جلدی اُٹھ کر دُور دُور تک جاتے اور مسلمانوں کو نمازِ فجر کے لئے جگایا کرتے تھے، اس عادت کی بنا پر سارے دیپالپور میں مشہور تھے، ایک مرتبہ فیصل آباد سے واپس گھر آرہے تھے، نمازِ عشاء کا وقت ہوا تو گاڑی روک کر نماز ادا کی اور دوبارہ سفر پر روانہ ہوئے، گاڑی اپنی رفتار سے جارہی تھی، اچانک محمد رفیق عطاری نے بلند آواز سے کلمہ پڑھا اور فرمایا: سب کلمہ پڑھو، سبھی نے کلمہ پڑھا، تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ اچانک گاڑی کو زور دار جھٹکا لگا اور گاڑی کھائی میں جاگری، سب لوگ معمولی زخمی ہوئے مگر محمد رفیق عطاری کو شدید زخم آئے، سخت تکلیف کے باوُجود ان کی زبان پر کلمہ شریف جاری تھا اور ماشَآءَ اللہ! قسمت دیکھئے! کلمہ پڑھتے پڑھتے ہی دُنیا سے رخصت ہوگئے۔

فضل و کرم جس پر بھی ہوا، لب پر مرتے دَم کلمہ | جاری ہوا، جنت میں گیا، لَآاِلٰہَ اِلَّا اللہ

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللہُ عَلٰی مُحَمَّد

اوقاتِ نماز (Prayer Times) ایپ کا تعارف

پیارے اسلامی بھائیو! دعوتِ اسلامی کے آئی، ٹی ڈیپارٹمنٹ نے ایک بہت پیاری موبائل ایپلی کیشن بنام اوقاتِ نماز (**Prayer Times**) جاری کی ہے ❁ اس ایپلی کیشن کے ذریعے دنیا بھر میں کسی بھی مقام کے اوقات اور سمتِ قبلہ معلوم کئے جا سکتے

ہیں ❀ اس کے علاوہ پانچوں نمازوں کے اوقات کے ماہانہ ٹائم ٹیبل ❀ اذکار (روحانی علاج) ❀ مدنی چینل ریڈیو ❀ نماز کے اوقات میں موبائل کو سائلنٹ (**Silent**) کرنے کی سہولت اور اسلامی کیلنڈر موجود ہے۔ اپنے موبائل میں یہ اپلی کیشن انسٹال کر لیجئے اور دوسروں کو بھی ترغیب دلائیے۔

صَلُّوْا عَلَی الْحَبِیْب! صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

پیارے اسلامی بھائیو! بیان کو اختتام کی طرف لاتے ہوئے سُنّت کی فضیلت اور چند آدابِ زندگی بیان کرنے کی سَعادت حاصِل کرتا ہوں۔ تاجدارِ رسالت، شہنشاہِ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا: مَنْ اَحَبَّ سُنَّتِی فَقَدْ اَحَبَّنِی وَمَنْ اَحَبَّنِی کَانَ مَعِی فِی الْجَنَّۃِ جس نے میری سُنّت سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی وہ جنّت میں میرے ساتھ ہوگا۔ [1]

سینہ تیری سُنّت کا مدینہ بنے آقا! | جنت میں پڑوسی مجھے تم اپنا بنانا

کم کھانا سُنّتِ مصطفےٰ ہے

2 فرامینِ مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم: (1): جب بندہ کم کھاتا ہے، اس کا باطن نور سے بھر جاتا ہے۔[2] (2): جو دُنیا میں کم کھائے، کم پیئے، اللہ پاک فرشتوں کے سامنے اس پر فخر فرماتا ہے۔[3]

اے عاشقانِ رسول! کم کھانا سُنَّت ہے۔ ❀ ہمارے پیارے آقا، مکی مدنی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم بھوک سے کم کھایا کرتے تھے، ❀ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم جب تک دُنیا میں تشریف

1 ... مشکوٰۃ، کتاب: الْاِیمان، باب: الْاِعْتِصَام، جلد: 1، صفحہ: 55، حدیث: 175۔
2 ... جامع صغیر، صفحہ: 233، حدیث: 3831۔
3 ... مَجْمَعُ الزَّوائِد، کتابُ الْاَدب، باب حُسْنِ اَخلاق کے بیان میں، جلد: 8، صفحہ: 19، حدیث: 12687۔

فرمارہے، کبھی لگاتار 2راتیں پیٹ بھر کر نہ کھایا ❁ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھوک کے سبب پیٹ پر پتھر باندھا کرتے تھے۔

کھانے کی مِقْدار کے متعلق اَحْکام: ❁ بھوک رکھ کر کھانا سُنّت ہے ❁ جتنی بھوک ہے، اتنا کھالینا مُباح ہے (یعنی اس میں نہ گُناہ، نہ ثواب) ❁ پیٹ بھر کر اتنا کھانا کہ پیٹ خراب ہونے کا گمان ہو، حرام ہے ❁ پیٹ بھر کر اتنا کھانا کہ پیٹ خراب ہونے کا اندیشہ نہ ہو، مکروہ ہے ❁ غِذا میں اتنی کمی کر دینا کہ فرائض کی ادائیگی میں خلل آئے، ناجائز ہے۔(1)

مختلف سنّتیں اور آداب سیکھنے کے لئے مکتبۃ المدینہ کی **بہارِ شریعت** جلد:3، حِصّہ:16 اور امیرِ اہلِ سنت حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ کی 91صفحات کی کتاب **550 سنّتیں اور آداب** خرید فرمایئے اور پڑھئے! سنّتیں سیکھنے کا ایک ذریعہ دعوتِ اسلامی کے مدنی قافلوں میں عاشقانِ رسول کے ساتھ سُنّتوں بھرا سفر بھی ہے۔

غم کے بادل چھٹیں قافلے میں چلو | خوب خوشیاں ملیں قافلے میں چلو
رب کے در پر جھکیں، اِلتجائیں کریں | بابِ رحمت کھلیں، قافلے میں چلو

اللہ پاک ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمِین بِجَاہِ خَاتَمِ النَّبِیّٖن صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار اجتماع میں پڑھے جانے والے 6 دُرُودِ پاک اور 2 دُعائیں

❁1❁ شبِ جُمعہ کا دُرُود

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدِنِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ

(1)... بہارِ شریعت، حصہ:16، جلد:3، صفحہ:374 ملخصاً۔

اَلْحَبِیْبِ الْعَالِی الْقَدْرِ الْعَظِیْمِ الْجَاہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَسَلِّمْ

بُزرگوں نے فرمایا کہ جو شَخْص ہر شبِ جُمعہ (جُمعہ اور جُمعرات کی دَرمیانی رات) یہ دُرُود شریف پابندی سے کم از کم ایک مرتبہ پڑھے، مَوت کے وَقْت سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی زِیارت کرے گا اور قَبْر میں داخل ہوتے وَقْت بھی، یہاں تک کہ وہ دیکھے گا کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اُسے قَبْر میں اپنے رَحْمت بھرے ہاتھوں سے اُتار رہے ہیں۔ (1)

(2) تمام گُناہ مُعاف

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَسَلِّمْ

حضرتِ انس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے روایت ہے کہ تاجدارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: جو شَخْص یہ دُرُودِ پاک پڑھے اگر کھڑا تھا تو بیٹھنے سے پہلے اور بیٹھا تھا تو کھڑے ہونے سے پہلے اُس کے گُناہ مُعاف کر دیئے جائیں گے۔ (2)

(3) رَحْمت کے سَتّر (70) دروازے

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد

جو یہ دُرُودِ پاک پڑھتا ہے اُس پر رَحْمت کے 70 دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ (3)

(4) چھ (6) لاکھ دُرُود شریف کا ثواب

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ عَدَدَ مَا فِیْ عِلْمِ اللّٰہِ صَلَاۃً دَآئِمَۃً بِدَوَامِ مُلْکِ اللّٰہِ

---

1 ...اَفْضَلُ الصَّلاۃ، صفحہ: 151، خلاصۃً۔
2 ...اَفْضَلُ الصَّلاۃ، صفحہ: 65۔
3 ...قَوْلُ البَدِیع، باب ثانی، صفحہ: 277۔

عَلّامہ اَحْمد صاوِی رَحْمَۃُاللہِ عَلَیْہ بَعْض بُزرگوں سے نَقْل کرتے ہیں: اِس دُرُود شریف کو ایک بار پڑھنے سے چھ لاکھ دُرُود شریف پڑھنے کا ثواب حاصِل ہوتا ہے۔[1]

﴿5﴾ قُربِ مُصْطَفٰے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم:

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی لَہٗ

ایک دن ایک شَخْص آیا تو حُضُورِ اَنْور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے اُسے اپنے اور صِدِّیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کے درمیان بِٹھا لیا۔ اِس سے صَحابۂ کِرام علیھم الرِّضْوَان کو حیرت ہوئی کہ یہ کون بڑے مرتبے والا شَخْص ہے! جب وہ چلا گیا تو سرکار صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: یہ جب مجھ پر دُرُودِ پاک پڑھتا ہے تو یوں پڑھتا ہے۔[2]

﴿6﴾ دُرُودِ شَفاعت

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاَنْزِلْہُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَکَ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ

شافِعِ اُمَم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم کا عظمت والا فرمان ہے: جو شَخْص یُوں دُرودِ پاک پڑھے، اُس کے لیے میری شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔[3]

﴿1﴾ ایک ہزار دن تک نیکیاں

جَزَی اللّٰہُ عَنَّا مُحَمَّدًا مَّا ھُوَ اَھْلُہٗ

حضرتِ ابنِ عباس رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ سے رِوایت ہے کہ سرکارِ مدینہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: اس

---

1 ... اَفْضَلُ الصلاۃ، صفحہ: 149۔
2 ... قَوْلُ البَدِیع، باب اَوّل، صفحہ: 125۔
3 ... الترغیب والترھیب، کِتَابُ الذِّکر والدُّعَا، جلد: 2، صفحہ: 329، حدیث: 30۔

کو پڑھنے والے کے لئے 70 فِرِشتے ایک ہزار دن تک نیکیاں لکھتے ہیں۔[1]

﴿2﴾ گویا شبِ قدر حاصل کرلی

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ، سُبْحٰنَ اللّٰهِ رَبِّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْم

(حِلْم اور کرم فرمانے والے اللہ پاک کے سِوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، اللہ پاک ہے، سات آسمانوں اور عظمت والے عرش کا ربّ)

فرمانِ مصطفےٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم: جس نے اس دُعا کو 3 مرتبہ پڑھا، گویا اُس نے شَبِ قَدْر حاصل کرلی۔[2]

---

1 ...مَجْمَعُ الزَّوَائِد، کِتَابُ الْاَدْعِیَہ، جلد:10، صفحہ:254، حدیث:17305۔

2 ...تاریخ اِبْنِ عَسَاکِر، جلد:19، صفحہ:155، حدیث:4415۔